© rasailojaraid.com

قسط ۲

خلیل ابن احمد فراہیدی

(شاہد اسلم، ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

ایک بار لیث نے ایک حسین وجمیل خوبصورت باندی بہت ہی زیادہ قیمت میں خریدی اور اسکو اپنے ایک دوست کے گھر میں لونڈی بنا کر رکھا جبکہ اس کی بیوی ایک خاندانی شریف مالدار اور نہایت ہی حسین اپنے شوہر کی پوجا کرنے والی اس کی بنت عم تھی۔ جب اسے معلوم ہوا تو وہ رقابت کی آگ میں جلنے لگی اور اسے اس بات پر بہت زیادہ رنج وغم ہوا اور اس نے کہا کہ بخدا میں لیث کو ضرور غیظ میں مبتلا کروں گی۔ چنانچہ وہ اب اسکو غیظ میں ڈالنے کی فکر میں لگی رہتی اور وہ یہ بھی جانتی تھی کہ لیث "کتاب العین" سے کتنا زیادہ پیار کرتا ہے اور اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ لہٰذا اسے اس کے ضائع ہونے سے جو غم ہوگا وہ کسی دوسری چیز سے نہیں ہوگا کیونکہ اس کے نزدیک مال و دولت کی کوئی وقعت نہیں تھی چنانچہ اس نے ایک روز کتاب العین کو جلا کر اپنے منصوبہ کو تکمیل تک پہونچا دیا۔ جب لیث دار برامکہ سے جہاں اسے صبح وشام جانا پڑتا تھا واپس آیا تو حسبِ عادت اس نے کتاب کو دیکھنا چاہا غلام کو آواز دیا اور کہا کہ جاکر کتاب کو لائے لیکن کتاب نہ ملی لیث اس بات سے بہت ناراض ہوا اور اس نے سوچا کہ کتاب کسی نے چرالی ہے تمام غلاموں کو اکٹھا کیا اور سب سے اس کے متعلق سوال وجواب کرنے لگا اور خوب ڈرایا دھمکایا تو آخر ڈر کر ایک غلام بول پڑا کہ کتاب بیگم صاحبہ لے گئی ہیں لیث اصل حقیقت کو سمجھ گیا اور بیگم کے پاس پہونچا اور منانے لگا اس نے قسم کھائی کہ اب باندی مجھ پر حرام ہے۔ بیوی اسکو اس کمرے میں لے گئی جہاں کتاب جلکر راکھ ہوگئی تھی۔ یہ دیکھ کر لیث کو بہت رنج وافسوس ہوا اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواس باختہ ہوگئے اب خلیل ابن احمد نحوی بھی عالم جاودانی کو کوچ کر گئے تھے اور دنیا میں اس کا کوئی دوسرا نسخہ بھی موجود نہ تھا اب لیث کیا کر سکتا تھا لیکن چونکہ اس نے کتاب کا آدھا حصہ یاد کر لیا تھا لہٰذا اس نے اس وقت کے تمام بڑے بڑے علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے اس کا نصف حصہ پیش کیا اور ان سے کہا کہ اس کے معیار کے مطابق بقیہ حصہ تیار کرو علماء نے اپنی پوری جدوجہد اور صلاحیت کو صرف کر دی اور کتاب تو کافی کوششوں کے بعد لکھ ڈالی لیکن اس کے معیار کے مطابق نہیں لکھ پائے اس لئے کتاب کے دو حصے نظر آتے ہیں پہلا حصہ تو بہت ہی مضبوط اور اعلیٰ و محکم ہے لیکن دوسرا اس جیسا نظر نہیں آتا۔

خلیل دنیا سے بے رغبتی اور اس سے اعراض کرنے والوں میں سے تھا وہ بہت ہی خوددار آدمی تھا وہ کسی کا احسان نہیں لینا چاہتا تھا اور نہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا چاہتا تھا، خلیل کی خودداری، پرہیزگاری اور اس کے زہد و ورع کی فطرت خاصہ تھی کہ انھوں نے مال و دولت اور دنیاوی عیش و آرام کے لئے باوجود ایک منفرد عالم اور علم و فن کے موجد ہونے کے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا اور نہ ہی کسی کے سامنے سر جھکایا بلکہ بسبب زہد و تقویٰ وہ اپنی جھونپڑی ہی کو اعلیٰ و ارفع سمجھتا تھا۔

سفیان ثوری خلیل کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو کہ جو مشک اور سونے کا بنا ہوا ہو تو اسے چاہیئے کہ خلیل ابن احمد کو دیکھ لے۔

اس کے زہد و عبادت کے سلسلہ میں نضر بن شمیل کہتے ہیں:

کنا نمثل بین ابن عون و خلیل بن احمد ایهما تقدم فی الذهب والعبادة فلا ندری ایهما نقدم۔

اور آگے کہتے ہیں کہ ما رایت رجلاً اعلم بالسنہ بعد ابن عون من خلیل بن احمد وکان یقول اکلت الدنیا بعلم الخلیل وکتبه۔

"نزهة الالباء فی طبقات الادباء" میں ابن الانباری نے خلیل کے علم و ادب اور فضل کے ساتھ ساتھ اس کے دوسرے شخصی پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ خلیل زہد و علم میں تمام اہل ادب کا سردار اور تصحیح قیاس مسائل نحو کے استخراج اور تعلیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں کامل تھا وہ عمرو ابن العلار کے شاگردوں میں سے تھا اور اس کے شاگردوں میں سے سیبویہ جیسا نحوی تھا سیبویہ کی کتاب میں زیادہ تر روایتیں خلیل کی ہیں اور جہاں بھی سیبویہ نے لکھا ہے " سالتہ " یا یہ کہ قائل کا ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے خلیل ہی مراد ہے۔

خلیل کے بہت بڑے بڑے علم کے اعتبار سے شاگرد ہوئے جنھوں نے بہت ہی اہم اہم کام انجام دیئے ان کے خاص شاگردوں میں سیبویہ، اصمعی، نضر بن شمیل، لیث بن منظفر وغیرہ ہیں۔

ایک ماہر فن استاد کی سب سے بڑی خوبی اور اس کی عظیم شخصیت کی دلیل ہے کہ زمانہ کے مشہور و معروف و یکتائے روزگار اور علم و ادب میں ماہر فن ہستیوں کو جنم دیا۔

خلیل وہ پہلا شخص ہے جس نے ایجاد علم عروض کے ساتھ ساتھ لغت کو ضبط کیا اشعار عرب کا احاطہ کیا اور ادب سے متعلق دو دو تین تین اشعار بھی کہے۔

خلیل ابن احمد کے مقولات و مرویات :

خلیل ابن علم و ادب، نحو، لغت، عروض اور علم سنت میں ایک اونچا مقام رکھتے تھے بلند پایہ علمار عربی اور اعلیٰ طبقہ کے رواۃ سے انہوں نے نحو، قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی اور اپنی عمر کا بیشتر حصہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف میں ختم کر دیا ان کی زندگی کے حالات کا بنظر غایت مطالعہ کرنے سے ہمیں بہت سی نصیحت آموز باتیں نظر آتیں ہیں۔

وہ اپنے تلامذہ کے سامنے درس کے درمیان ذکر و نصیحت کی باتیں بھی بیان کیا کرتے تھے جو بہت ہی مفید اور سود مند ہوتی تھیں ہم ان کے چند ارشادات کو نقل کر رہے ہیں۔

درمیان درس ایک مرتبہ خلیل نے کہا کہ علم حاصل کرتے رہو اور دوسروں تک علم پہنچانے کی کوشش کرو اور اس چیز سے مت گھبراؤ کہ کہیں تم سے کوئی سوال نہ کرے اس لئے کہ اگر تم کسی بات کو نہیں جانتے ہو تو اسے جاننے کی کوشش کروگے اور تمہیں ایک نئی بات معلوم ہو جائے گی۔ علم تالا کے مشابہ ہے اور سوالات اس کی چابی۔

اسی طرح ایک بار اور خلیل نے درس کے دوران کہا کہ آدمی چار طرح کے ہوتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رجلٌ یدری و یدری انه یدری فهو عالم فاتبعوه. ورجلٌ یدری و لا یدری انه یدری فذاك فاسد فاذکروه، ورجل لا یدری و یدری انه لا یدری فذاك جاهل فعلّموه، ورجل لا یدری و لا یدری انه لا یدری فذاك مائق فاحذروه۔

قال الخلیل: الزاهد من لا یطلب المفقود حتی یفقد الموجود وقال: الجود بذل الموجود وقال: الایام ثلاثه: معهود، مشهود و موعود، فالمعهود الامس والمشهود الیوم والموعود غداً۔

پھر اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھا:

غرّ جهولاً امله　　حتّی یؤافی اجله!
من دنی من حتفه!　　لم تغن عنه حیلهٗ
لا یصحب الانسان من　　دنیاه الا عمله

وقال: اذا افتقرت الی الذخائر لم تجد ذخراً یکون کصالح الاعمال۔

خلیل ابن احمد دوستی کو استوار رکھنے اور تعلقات بڑھانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ انسان بغیر دوست کے ایسا ہی ہے جیسا کہ داہنا ہاتھ بغیر بائیں ہاتھ کے اس کے بعد یہ شعر پڑھا:

تکثّر من الاخوان ما استطعت انهم　　بطونٌ اذا استنجدتهم وظهور
وما بکثیر الف خلٍّ لعاقل　　وانّ عدواً واحداً لکثیر

وقال: اذا اخبرك بعیبك صدیق قبل ان یخبرله به عدوٌ فاحسن شکره واقبل نصحه فانّك ان قبلته لم ینفعه وان رددته لم تضرَّ الا نفسك ومن اظهر له عیوباً وکشف لك عن مکروهٍ قناعاً فبئس ما غاب عنك بما ظهر لك من فعله۔

ویحکی عنه انه قال ان لم تکن هذه الطائفه (اهل العلم)
اولیاء الله فلیس لله تعالیٰ ولیٌ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمعانی نے لکھا ہے کہ خلیل احادیث میں مقاطیع روایت کرتا ہے اور علامہ سیوطیؒ نے بھی اسکی تصدیق کی ہے اور طبقات الکبریٰ میں انکی روایت کردہ حدیثیں دی ہیں۔ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ خلیل ایوب سختیانی، عاصم الاحول، عثمان بن حاضر العوام بن حوشب اور غالب القطان سے راوی تھا اور حماد بن زید، سیبویہ، اصمعی، ہارون بن موسیٰ وغیرہ ان سے روایت کرتے تھے۔

خلیل ابن احمد کے اساتذہ وتلامذہ ؛

ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراہیدی بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی بلندپایہ علمار قابل رواۃ سے انھوں نے نحو قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی ان کے اساتذہ میں ایوب سختیانی، عاصم الاحول، ابوعمرو بن العلار، عیسٰی بن عمر، غالب القطان، العوام بن حوشب وغیرہ کا نام لیا جاتا ہے جن سے انہوں نے حدیث نبوی اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کی اور اس درجہ پر پہونچے کہ دنیا ان کے علم و فضل کا لوہا مانتی ہے اور ان کے شاگردوں میں اصمعی سیبویہ، نضر بن شمیل، لیث بن مظفر بن نصر، ابو قید، مورج السدوسی جیسے قابل اور ذی علم لوگوں کا نام لیا جاتا ہے جنھوں نے آگے چل کر بہت بڑے بڑے کار ہائے نمایاں انجام دیئے۔

ابن الانباری ان کے چار شاگردوں کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فن میں مہارت حاصل کی اور اپنے نام کے ساتھ خلیل کو بھی عزت و دوام بخشا اور ان کا نام روشن کیا ان میں ایک سیبویہ بھی ہے جو نحو میں فائق تھا دوسرا نضر بن شمیل جس پر لغت غالب آئی اور تیسرا مورج السدوسی جس پر شعر و لغت بھاری ہیں اور چوتھا جہضمی ہے جس نے فن حدیث میں کمال حاصل کیا۔

خلیل ابن احمد کے معاصرین ؛

خلیل ابن احمد کے معاصرین میں ایک نام یونس بن حبیب کا بھی آتا ہے۔ جو خلیل سے عروض سیکھنے ان کے گھر آیا کرتا تھا لیکن اسے عروض سیکھنے میں کافی مشکلات کا سامنا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرنا پڑتا تھا بہت سی چیزیں سمجھنے میں اسے کافی وقت لگ جاتا ایک دن جب یہ خلیل کے پاس عروض سیکھنے آیا تو خلیل نے اس کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

اذا لم تستطع شیأا فدعه
وجاوز الی ما تستطیع

اور پوچھا کہ شاعر کا یہ شعر کس بحر میں ہے یونس بھی چونکہ خلیل کی صحبت میں رہتا تھا اور اس کے مزاج سے واقف ہو گیا تھا فوراً خلیل کا مطلب سمجھ گیا اور اس کے بعد سے عروض کا سیکھنا بند کر دیا۔

کتاب الاغانی میں ابو محمد الیزیدی سے مروی ہے کہ وہ جب بھی خلیل سے ملتا تو خلیل کہتا کہ مجھے کوئی عبداللہ ابن مقفع سے ملائے اور جب ابن مقفع سے ملتا تو وہ کہتا کہ مجھے کوئی خلیل ابن احمد سے ملائے چنانچہ ایک دن میں نے دونوں کو ملایا اور ان دونوں میں خوب علمی گفتگو ہوئی جب دونوں جدا ہوئے تو میں نے ابن المقفع سے خلیل کے بارے میں رائے معلوم کی کہ تم نے خلیل کو کیسا پایا تو اس نے جواب دیا "رأیت رجلا عقله اکثر من علمه" اور اسی طرح ایک دن خلیل سے ابن مقفع کے بارے میں سوال کیا کہ تم نے ابن مقفع کو کیسا پایا اے خلیل تو اس نے جواب دیا "رأیت رجلا علمه اکثر من عقله"

تو اس پر مغیرہ بن محمد نے کہا کہ دونوں نے سچ کہا خلیل کی عقل نے اسکو اس نتیجہ پر پہنچایا کہ وہ ایک زاہد ہو کر اس دنیائے فانی سے کوچ کیا اور ابن المقفع کے عمل نے اس کو یہاں تک پہونچایا کہ وہ قتل کر دیا گیا۔

ابن المقفع کے قتل کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار اس نے عبداللہ بن علی کے لئے منصور کے پاس ایک خط لکھا جسمیں کچھ ایسی نامعقول باتیں بھی لکھ دی جو منصور کو بہت ناگوار گذری چنانچہ منصور نے سفیان بن معاویہ (جو اس وقت بصرہ کے امیر تھے) کے پاس یہ پیغام لکھا کہ ابن المقفع کو قتل کر ڈالو چنانچہ اس نے ابن المقفع کو قتل کر ڈالا۔

محاضرات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیل بن احمد اور نظام المعتزلی میں معاصرانہ چشمک تھی الغرض دونوں کے تعلقات آپس میں استوار نہ تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک موقع پر نظام نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلیل کی مذمت کی اور کہا کہ خلیل نے اس کام کے کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے جس کے کرنے کی صلاحیت وہ نہیں رکھتا ہے۔ وہ عروض کے جال میں پھنس کر رہ گیا جس کی سوائے اس کے اور کسی کو ضرورت نہیں۔ نظام خلیل کے علم و فن سے جلتا تھا اور طرح طرح کے جملے کسا کرتا تھا۔

خلیل ابن احمد بحیثیت عالم و فاضل :

خلیل بن احمد کے علم و فضل کا اندازہ نضر بن شمیل کے اس قول سے کیا جا سکتا ہے وہ کہتا ہے "ما رایت رجلاً اعلم بالسنة بعد ابن عون من الخلیل وکان یقول اکلت الدنیا بعلم الذین وکتبه۔

خلیل، نحو، لغت، علم عروض، ادب اور علم سنت میں اونچا مقام رکھتا تھا۔ اور ساتھ ہی روایت شعر میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا ابن حجر نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلیل کتنا ذہین اور ماہر علم و فن تھا انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک بار سیبویہ سے دریافت کیا گیا کہ خلیل کے پاس کوئی ایسا مسودہ موجود تھا جسکو دیکھ کر خلیل تم لوگوں کو پڑھاتا تھا تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کے پاس کوئی مسودہ نہیں دیکھا ہاں ایک باریک خط کی بیس رطل تحریریں تھیں جن میں لغات عرب درج تھے جو میں نے ان سے سنے اور نحو کے متعلق جو کچھ میں نے ان سے سنا ان سب کو انہوں نے زبانی سنایا اور لکھایا۔ لغت میں اور اسی طرح نحو کے اندر وہ بصرے کے دبستان کے مسلمہ رئیس الاساتذہ ہیں انھوں نے ریاضی موسیقی اور عروض پر بھی کتابیں لکھیں وہ کسی چیز کو کہنے سے پہلے اس میں غور و فکر کرتے بغیر سوچے سمجھے کبھی نہیں بولتے۔

صاحب معجم الادبار بیان کرتے ہیں کہ وہ سوال و جواب میں کبھی جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے ان کے غور و فکر اور تدبر کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے ابن شمیل سے مروی ہے کہ اصحاب یونس نحوی میں سے ایک نے خلیل کے پاس آکر ایک سوال کیا خلیل سوچنے لگا اور اتنی دیر تک سوچتا رہا کہ سائل اٹھ کر چلا گیا نضر وغیرہ نے خلیل سے ناراضگی کا اظہار کیا تو خلیل نے ان سے پوچھا کہ اگر میری جگہ تم لوگ ہوتے تو اس کا کیا جواب دیتے تو ان لوگوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے کہا کہ ہم فلاں فلاں جواب دیتے پھر خلیل نے ان سے کہا کہ تمہارے اس جواب پر یہ اعتراض پڑتا ہے اور اس جواب پر یہ اعتراض پڑتا ہے اگر وہ تم سے یہ اعتراض کر لیتا تو اس کا کیا جواب دیتے تو ان لوگوں سے صحیح جواب نہ بن پڑا اور الٹا سیدھا جواب دینا شروع کیا تو خلیل نے کہا کہ ہم پر لازم ہے کہ کسی سوال کا جواب دینے سے پہلے خوب سوچیں سمجھیں اور جب تک اس کا صحیح جواب نہ معلوم ہو جائے اس وقت تک جواب نہ دینا چاہیئے۔

نوویؒ نے لکھا ہے کہ صاحب ورع دنیا کے اسباب میں کم گیر اور منقطع الی العلم تھا وفیات میں مذکور ہے کہ خلیل مرد صالح۔ عاقل اور حلیم تھا اور کمال کی ذہانت رکھتا تھا۔

علامہ سیوطیؒ نے بغیۃ الوعاۃ میں اسطرح ذکر فرمایا ہے۔

"کان الناس یقولون لم یکن فی العربیۃ بعد الصحابۃ اذکی منہ"

ابن حجرؒ نے نضر بن شمیل کا ایک قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے کسی شخص کو جس کے علم سے استفادہ کیا جاتا ہے خلیل سے زیادہ متواضع نہیں دیکھا۔ علامہ سیوطی نے ان کو زاہد، متواضع، رحمدل جیسے الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ بصرہ میں ایک بار وہ عمر بن العلاء سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے تو مجلس میں چھپ کر بیٹھ گئے اور مناظرہ کے لئے سامنے نہیں آئے جب لوگوں کو معلوم ہوا تو اس کی وجہ دریافت کی تو خلیل نے کہا

"نظرت فاذا ھو رئیس منذ خمسین سنۃ فخفت ان ینقطع فیفتضح فی البلد"

خلیل بن احمد کی فطرت اس کی خوبی اور بڑائی یہ تھی کہ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو بڑا و برتر نہیں سمجھا۔ ان کے نزدیک علم کی سب سے زیادہ اہمیت تھی وہ عالم کی بہت قدر کرتے تھے اور ہر ایک کے علم کو تسلیم کرتے تھے کبھی ان کے اندر تعصب، رقابت اور برائی اور غرور نہیں آیا۔

"المقتبس" میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بار سیار بن ہانی اپنے بیٹے کو خلیل کے پاس لے کر آیا اور خلیل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا ابراہیم کچھ دنوں آپ کے خدمت میں رہکر علم حاصل کرے خلیل اس بچے سے کھیلنے کے انداز میں گفتگو کرنے لگے ان کے صحن میں ایک کھجور کا درخت تھا اسے دیکھ کر خلیل نے بچے سے کہا کہ اس کھجور کے درخت کا وصف بیان کرو تو اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لڑکے نے خلیل سے کہا اُبمدج ام بدذم تو خلیل نے کہا بدذم تو اس لڑکے نے اس کی برائی بیان کی اور کہا: "ھی صعبۃ المرتقیٰ، خیشۃ المجتنیٰ" اس کے بعد خلیل نے ایک شیشے کا پیالہ لیا اور اس سے کہا کہ میرے ہاتھ میں یہ جو پیالہ ہے اس کا وصف بیان کرو تو پھر اس لڑکے نے یہی سوال کیا اُبمدج ام بدذم تو خلیل نے کہا بدذم تو اس لڑکے نے اس پیالے کی برائی بیان کی اور کہا ھی سریعۃ الانکسار بطیئۃ الانجبار" خلیل اس لڑکے کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اس کی ذہانت و ذکاوت اور علم کا اندازہ لگا لیا اور اس کے علم کا اعتراف کیا اور ستیار سے کہا کہ تمہارا لڑکا تو بہت قابل ہے وہ مجھ سے کیا سیکھے گا اب تو میں خود ضرورت محسوس کرنے لگا ہوں کہ آپکے لڑکے سے کچھ سیکھوں۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خلیل کے اندر بڑاپن اور غرور بالکل نہیں تھا اور یہ انسان کا سب سے بڑا کمال ہے جو کہ خلیل کے اندر بدرجہ انتہا پایا جاتا ہے۔

تاریخ وفات!

خلیل بن احمد کی تاریخ پیدائش میں تقریباً تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ وہ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوا لیکن ان کی تاریخ وفات میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ سیوطیؒ نے خلیل کی تاریخ وفات ۱۷۵ھ بتلایا ہے ان کے قول کے مطابق ۱۷۵ھ میں اس دار فانی سے کوچ کیا اور یہی قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ خلیل نے چوہتر سال کی عمر پائی اس لحاظ سے ۱۷۵ھ زیادہ قبولیت کے قریب ہے اس لئے کہ اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ خلیل کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی ہے۔

ابن الانباری نے لکھا ہے کہ خلیل کی وفات ۱۶۰ھ میں ہوئی اور بقول ابن ندیم خلیل نے ۱۷۰ھ میں اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔

ابن حجرؒ نے خلیل کی تاریخ وفات ۱۷۵ھ بتایا ہے۔

ایسے ہی کچھ دوسرے لوگوں کا قول ۱۷۴ھ بھی ملتا ہے۔

ان تمام اقوال کی روشنی میں یہ کہا جائے کہ خلیل کی وفات ۱۷۵ھ میں ہوئی تو یہ حقیقت کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ قریب ہوگا۔ اس لئے کہ تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی اور پھر ان میں سے اکثر کا کہنا ہے کہ اس نے چوہتر سال کی عمر پائی اس طرح اس کی وفات ۱۷۰ھ میں ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے اس کی موت کا سبب یہ بتلایا ہے کہ خلیل بن احمد نے یہ کہا تھا کہ میں حساب کا ایک ایسا طریقہ ایجاد کرنا چاہتا ہوں کہ اس حساب کے وجود میں آجانے کے بعد کوئی بنیا کسی لڑکی کو بھی دھوکہ نہیں دے سکے گا۔ اسی غور و فکر میں وہ مسجد میں داخل ہوا اور بے خیالی میں ایک ستون سے ٹکرا کر گر پڑا کہتے ہیں کہ اس سے خلیل کے دماغ میں چوٹ آگئی اور بھیجا ہل گیا اور وہیں پر فوت ہوگیا۔ بعض لوگوں نے اس کے انہماک کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ وہ عروض کے ایک بحر کی تقطیع کر رہا تھا۔

بہرحال خلیل بن احمد قول راجح کی بنیاد پر ۱۷۵ھ میں بصرہ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مالک حقیقی سے جا ملا اور اپنا نام ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں چھوڑ گیا اس لئے کہ جبتک کسی کے علمی دخائر باقی رہتے ہیں وہ کبھی نہیں مرتا۔

تصانیف خلیل:

خلیل نے نحو، لغت، فلسفہ، عروض وغیرہ مختلف فنون پر بہت سی کتابیں لکھیں جن میں اکثر زمانہ کے حوادثات کی نذر ہوگئیں اور رہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں ملتا مندرجہ ذیل چند کتابوں کا ذکر تاریخ و سوانح کی کتابوں میں ملتا ہے جو خلیل کیطرف منسوب کی جاتی ہیں جرجی زیدان اور ابن ندیم نے بھی ان کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) کتاب العین (۲) کتاب النغم (۳) کتاب العروض (۴) کتاب الشواہد (۵) کتاب الایقاع (۶) کتاب النوادر (۷) کتاب النقط والشکل (۸) کتاب فائت العین (۹) کتاب فی معنی الحروف (۱۰) کتاب شرح حروف الخلیل (۱۱) کتاب فیہ جملۃ آلات العرب (۱۲) قطعۃ من کلام عن اصل الفعل (۱۳) کتاب الجمل۔

(باقی آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تیسری قسط

عہدِ مغلیہ یورپی سیّاحوں کی نظر میں (۱۵۸۰ تا ۱۶۲۷ء)

ڈاکٹر محمد عمر شعبۂ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مضمون وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے تیسری قسط تاخیر سے شائع کیا جا رہا ہے
(ادارہ)

رِلف فچ (۱۵۸۸ء تا ۱۵۹۱ء)

سوانح عمری: ہندوستان میں آنے والے انگریز سیاحوں میں رِلف فچ کو بجا طور پر پہلا رہنما سیاح کہا جا سکتا ہے۔ وہ پہلا انگلستانی باشندہ تھا جس نے اس ملک کی سیاحت کی۔ اس نے اس ملک کے باشندوں، ان کے ملبوس اور ان کے رسوم کو قلمبند کیا۔ ۱۵۸۰ء میں مشرقی سمندر پر بلا شرکتِ غیرے پرتگالیوں کا پوری طرح سے تسلّط ہو گیا تھا۔ اس لئے ہندوستان آنے کا سمندری راستہ یورپی دوسری قوموں کے لئے بالکل بند ہو گیا تھا۔ چونکہ سمندری راستہ کو خطرناک سمجھا جاتا تھا اس لئے یہ طے کیا گیا کہ انگلستانی باشندے کو بری راستہ سے ہندوستان آنا چاہیئے۔

۱۵۸۳ء میں رِلف فچ نیوز برّی کے ساتھ ٹائی گر نامی بحری جہاز میں انگلستان سے روانہ ہوا اور وہ لوگ مئی کے مہینہ میں الیپّو پہونچے۔ وہاں ایک مختصر قیام کے بعد بصرہ کے لئے روانہ ہوئے جہاں وہ ۶ راگست کو پہونچے۔ بصرؔہ کے نیوز بری، فچ اور راور لیڈس بحری جہاز سے ہُرمذد کے لئے سوار ہوئے۔ اِٹلی کے ایک تاجر کی رقابت کیوجہ سے انھیں پرتگالیوں نے حراست میں لے لیا۔ ان پر انہوں نے جاسوسی کا الزام عائد کیا اور قیدی کی حیثیت سے انہیں گوؔا لے آئے۔

گوؔا میں انہوں نے تھومس اسیٹون نامی ایک یسوعی اور پنوٹن نامی ایک ولندیزی

© rasailojaraid.com